علامہ موصوف کے عصر تک کتنی شرحیں ہو چکی تھیں، ان کا مقصود یہ تھا کہ صحیح بخاری کے وہ نکات جو فنِ حدیث اور رجال کے متعلق ہیں یا وہ تدقیقاتِ فقہیہ جو تراجم ابواب سے تعلق رکھتے ہیں ان پر آج تک کسی نے محققانہ بحث نہیں لکھی ہے۔ اس شرح کے بعد حافظ سخاوی فرماتے ہیں کہ غالباً امت سے یہ دَین ادا ہو گیا۔ مصنف نے اس کی ابتدا ۸۱۷ھ میں کی اور ۸۴۲ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

امام مسلمؒ

ولادت ۲۰۶ھ ——————— وفات ۲۶۱ھ

نام و نسب:

نام مسلم بن حجاج، کنیت ابوالحسین اور لقب عساکر الدین ہے۔

ولادت:

۲۰۶ھ خراسان کے شہر نیشاپور میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم:

ابتدائی تعلیم نیشاپور میں حاصل کی اس لیے کہ نیشاپور اس وقت علم و فن کا گہوارہ تھا۔ علامہ تاج الدین سبکی فرماتے ہیں:

"قد کانت نیشا بور من اجل البلاد و اعظمہا لم یکن بعد بغداد مثلہا۔" (طبقات الشافعیۃ ج ۱ ص ۱۷۳)

"نیشاپور اس قدر بڑے اور عظیم الشان شہروں میں سے تھا کہ بغداد کے بعد اس کی نظیر نہ تھی۔"

سماعِ حدیث کے لیے سفر:

نیشاپور میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے تحصیلِ علم کے لیے حجاز، عراق، شام، مصر اور بغداد کا سفر کیا اور ان مقامات پر آپ نے اساطینِ فن سے اکتسابِ فیض کیا۔

شیوخ و اساتذہ:

امام صاحب کے اساتذہ و شیوخ اپنے وقت کے مشہور صاحبِ علم و فضل تھے، امامِ فن تھے۔ امام اسحاق بن راہویہ، امام ذہلی اور امام محمد بن اسماعیل جیسے امامِ حدیث آپ کے اساتذہ تھے۔

تلامذہ :

امام صاحب کے تلامذہ و مستفیدین کا حلقہ بھی بہت وسیع تھا۔ امام ابوعیسٰی ترمذی صاحب السنن، ابوحاتم رازی، ابوبکر بن خزیمہ اور ابوعوانہ جیسے ائمۂ دین آپ کے تلامذہ میں داخل ہیں۔

امام صاحب کی شہرت :

امام صاحب کے زمانہ میں علم حدیث کے عام مذاق اور مذہبی احساس کے باہمی اختلاط نے اگرچہ سینکڑوں ہزاروں ائمۂ فن پیدا کر دیے تھے جن کی شہرت اور فضیلت کا عموماً اعتراف کیا جاتا تھا اور جن میں اکثر بزرگوں کو امام صاحب کی استادی کا شرف حاصل تھا۔ تاہم امام صاحب کی فطری قابلیت اور قوت حافظہ نے ان تمام بزرگوں کو اپنے فضل و کمال کا معترف بنا لیا۔

امام صاحب کے فضل وکمال کا اعتراف :

امام صاحب کے فضل و علم کا علمائے فن نے اعتراف کیا ہے۔ آپ کے استاد امام اسحاق بن راہویہ ان کے فضل و کمال کی نسبت پیشن گوئی کرتے تھے، ای رجل یکون ھذا۔ خدا جانے یہ کس بلا کا شخص ہوگا۔

اخلاق و عادات اور زہد و تقوٰی :

امام صاحب نہایت پاکباز اور انصاف پسند تھے۔ زہد و تقوٰی میں اپنی مثال آپ تھے۔ پوری زندگی میں نہ کسی کی غیبت کی اور نہ ضرب و شتم کیا۔ (البستان المحدثین ص ۱۱۷)

وفات :

امام صاحب کی پوری زندگی میں ان کی وفات کا واقعہ نہایت حیرت انگیز ہے اور عبرت خیز بھی! خصوصًا اس سے امام صاحب کی علمی شیفتگی و انہماک کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، کہا گیا ہے کہ مجلس درس میں ایک حدیث کے متعلق دریافت کیا گیا جو امام صاحب کو سوئے اتفاق سے یاد نہ آئی اور پھر گھر واپس آئے تو انہیں ایک خرمے کی تھیلی پیش کی گئی۔ حدیث کی تلاش و جستجو میں اس قدر محو ہوئے کہ چھوہارے آہستہ آہستہ سب کھا گئے اور حدیث بھی مل گئی۔ یہی امام صاحب کی موت کا سبب ہوا۔ آپ کی وفات ۲۵ رجب ۲۶۱ھ کو ہوئی اور نیشا پور میں ہی دفن کئے گئے۔

تصنیفات :

امام صاحب کو تصنیف و تالیف کا فطری شوق تھا۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ۲۱ ہے۔ یہاں صرف آپ کی مشہور کتاب الجامع الصحیح مسلم کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

صحیح مسلم:

احادیث کے ذخیرہ میں سب سے پہلے امام بخاریؒ نے احادیثِ صحیحہ مرفوعہ کو الگ منتخب فرمایا اور اپنی الجامع الصحیح کو تیار کیا۔ اس کو دیکھ کر امام مسلم کو بھی اسی عنوان سے ایک دوسرے انداز میں احادیثِ صحیحہ کو جمع کرنے کا شوق ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ امام مسلم امام بخاری کے شاگرد ہیں اور ان سے بہت کچھ استفادہ کیا ہے اور اکثر شیوخ میں دونوں شریک ہیں۔

(مقدمہ فتح الملہم ص ۹۴)

امام مسلم نے صحیح مسلم جمع حدیث کے سلسلہ میں صرف اپنی ذاتی تحقیق پر اکتفا نہیں کیا یعنی یہ نہیں کیا کہ جن احادیث کو صحیح سمجھا تھا نقل کر دیا بلکہ مزید احتیاط کے پیشِ نظر صرف وہی حدیثیں درج کی ہیں جن کی صحت پر مشائخ وقت کو اتفاق تھا چنانچہ خود اُن کا بیان ہے کہ:

"لیس کل شیء عندی صحیح وضعته ههنا انما وضعت ههنا ما اجمعوا علیه۔"

"ہر وہ حدیث جو میرے نزدیک صحیح تھی اس کو میں نے یہاں درج نہیں کیا۔ میں نے تو یہاں صرف ان احادیث کو درج کیا ہے جن کی صحت پر شیوخ وقت کا اجماع ہے۔"

صحیح مسلم کے سلسلہ میں سب سے زیادہ قابلِ ذکر اس کا مقدمہ ہے کیونکہ اس سے ایک طرف جرح و تعدیل اور اصولِ حدیث کے متعلق نہایت مہتم بالشان نکتے معلوم ہوتے ہیں اور دوسری طرف امام صاحب نے جس زمانے میں اس کو مرتب کیا، اس میں کسی قدر موضوع حدیثیں پیدا ہو گئی تھیں اور اُن کو علیحدہ کرنا بہت اہم تھا۔

امام صاحب نے مقدمہ صحیح مسلم میں فن روایت کے بہت سے فوائد اور اصول بیان کیے ہیں۔

تعداد روایات:

امام صاحب فرماتے ہیں:

"کہ میں نے تین لاکھ احادیث سے ایک مسند صحیح کا انتخاب کیا ہے"

(مقدمہ نووی ص ۱۳، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۵۰)

صحیح مسلم میں مکررات کے علاوہ بنیادی حدیثیں ۴ ہزار ہیں۔

(مقدمہ فتح الملہم ص ۱۵)

صحاح ستہ میں صحیح مسلم کا مقام:

امام نووی فرماتے ہیں:

"کتاب اللہ العزیز کے بعد صحیح بخاری و مسلم کا مرتبہ ہے اور امت نے ان دونوں کتابوں کی تلقی بالقبول کی ہے البتہ صحیح بخاری دیگر فوائد و معارف کے لحاظ سے سب سے فائق اور ممتاز ہے"۔ (مقدمہ نووی ص ۱۳)

علامہ جزریؒ لکھتے ہیں:

"یعنی صحیح بخاری کو امام مسلم کی کتاب پر من حیث الصحۃ راجح و مقدم ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف بڑے بڑے ناقدین نے بحث و غور و فکر کے بعد کیا ہے"

پس اس سے معلوم ہوا کہ صحیح بخاری کے بعد دوسرے درجہ پر صحیح مسلم کو رکھا گیا ہے۔

محی السنۃ والا جاہ حضرت مولانا سید نواب صدیق حسن قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"واقع امت اجماع بر تلقی ایں ہر دو کتاب بالقبول والتسلیم زیرا کہ شیخین مقدم اند بر ائمہ عصر خود و عصر مابعد در معروف علل و غوامض ایں" (اتحاف النبلاء ص ۴۸)

یعنی "صحیح بخاری و مسلم کی صحت پر تلقی بالقبول اور تسلیم عام حاصل ہے۔ کیونکہ امام بخاری و امام مسلم اپنے زمانے اور مابعد کے ائمہ پر احادیث کے علل اور اس کی باریکیوں کی معرفت و تمیز میں سب پر مقدم و فائق تھے"۔

مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم نے مقدمہ فتح الملہم میں حافظ ابن حجر عسقلانی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حسن ترتیب وغیرہ کے لحاظ سے اس کا مقام بہت بلند ہے۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے اسے صحیح بخاری پر بھی اچھالا ہے۔ (مقدمہ فتح الملہم ص ۹۶)

صحیح مسلم کے شروح:

صحیح مسلم کی شہرت اور مقبولیت کا اندازہ اس امر سے بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مسلک کے علمائے کرام نے اس کی شرحیں لکھی ہیں لیکن ان میں امام نوویؒ[1] کی شرح بہت مشہور ہے

---

[1] امام نووی کا نام یحییٰ، ابو زکریا کنیت اور لقب محی الدین تھا۔ ۶۳۱ھ میں شام کے ایک قصبہ نوا میں